ماہِ شعبان کے فضائل و اعمال

مُفتی محمد سلمان زاہد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

اُستاذ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر کراچی

فہرست مضامین

ماہِ شعبان کے فضائل

شعبان نبی کریم ﷺ کا مہینہ ہے: 4

شعبان بابرکت مہینہ ہے: 4

شعبان گناہوں سے پاک ہونے کا مہینہ ہے: 5

شعبان کے مہینے میں روزہ دار کے لئے خیرِ کثیر ہے : 5

شعبان کے مہینے میں اعمال کی پیشی : 5

ماہِ شعبان کے اعمال

قابلِ عمل کام : 5

❶ پہلا کام: شعبان کے مہینے کا چاند دیکھنے کا اہتمام : 6

❷ دوسرا کام :شعبان کے مہینے میں برکت کی دعاء : 6

❸ تیسرا کام :شعبان کے مہینے میں روزوں کی کثرت : 6

❹ چوتھا کام :رمضان کی تیاری : 8

❺ پانچواں کام :شبِ براءت کی عبادت : 8

① پہلی فضیلت : بکثرت لوگوں کی مغفرت: 10

② دوسری فضیلت :دعاؤں کی قبولیت : 10

دعاء کی قبولیت کی شرائط: 11

③ تیسری فضیلت :جہنم سے آزادی : 13

④چوتھی فضیلت :سال بھر کے فیصلوں کی رات :..13

مبارک راتوں میں پائی جانے والی چند عمومی غلطیوں کی اِصلاح: 14

مُبارک راتوں کو کیسے گزارا جائے : 15

①پہلی ہدایت:توبہ و اِستغفار:..15

توبہ کی شرائط:...16

②دوسری ہدایت:قضاء نمازوں کی ادائیگی: 17

قضاء نمازیں پڑھنے کا طریقہ : 17

③تیسری ہدایت:نماز باجماعت کی ادائیگی : 18

④چوتھی ہدایت:کچھ فضیلت والے اعمال : 18

اوّابین کی نماز:...18

صلوۃ التسبیح کی نماز : 19

صلاۃ التسبیح کے فضائل : 19

صلاۃ التسبیح کا طریقہ :...20

پانچویں ہدایت:قیام اللیل کا اہتمام : 22

قیام اللیل کے فضائل: 22

❻چھٹا کام :مانِع مغفرت اُمور سے توبہ : 24

①مُشرِک :..25

②کینہ پرور:...25

③والدین کا نافرمان:..26

④قطع رحمی کرنے والا:..26

⑤اِزار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا :..27

⑥شراب کا عادی : 27

⑦ قاتل:..28

⑧زانی :..28

قابلِ ترک کام : 28

❶پہلا کام :آتش بازی :...29

❷دوسرا کام : چراغاں :...29

❸تیسرا کام : حلوہ بنانا :...30

❹چوتھا کام :قبرستان دھوم دھام سے جانا : 30

❺پانچواں کام: شبِ براءت میں اجتماعی عبادت کا اہتمام : 31

شعبان المعظم کے فضائل و اعمال

شعبان المعظم سال کا آٹھواں مہینہ ہے، اور یہ بابرکت مہینوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے اِس مہینے میں اپنے بندوں کو نوازنے اور عطاء کرنے کے لئے بہت سی خیریں اور بھلائیاں رکھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اَسلاف اِس مہینے کی قدر دانی کرتے چلے آئے ہیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شعبان کا چاند دیکھنے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت میں لگ جاتے، اپنے مالوں کی زکوۃ نکالتے تاکہ کمزور اور مسکین لوگ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے پر قادر ہوسکیں، حکمران قیدیوں کو بلاکر اگر حد کے نفاذ کا مسئلہ ہوتا تو حد نافذ کردیتے ورنہ اُن کو آزاد کردیتے، تاجر حضرات اپنے حساب و کتاب اور لین کی ادائیگی سے فارغ ہونے کی کوشش میں لگ جاتے تاکہ ہلالِ رمضان دیکھ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کرسکیں۔(غنیۃ الطالبین:1/341)

ماہِ شعبان کے فضائل

اِس مہینے کی چند فضیلتیں مندرجہ ذیل ہیں:

شعبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے:

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مہینے کو اپنا مہینہ قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا: شعبان میرا مہینہ اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللهِ.(کنز العمّال:35172)

شعبان بابرکت مہینہ ہے:

اِس کے بابرکت ہونے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعاء ہی کافی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس میں برکت کی دعاء مانگی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

" اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ "

ترجمہ: اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرما اور اور ہمیں (بخیر و عافیت) رمضان المبارک تک پہنچا دیجئے۔(شعب الایمان:3534)

شعبان گناہوں سے پاک ہونے کا مہینہ ہے:

اِرشادِ نبوی ہے: رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا اور شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے ، شعبان کا مہینہ پاک کرنے والا اور رمضان کا مہینہ گناہوں کو مٹانے والا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ، وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِيْ، وَشَعْبَانُ الْمُطَهِّر، وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ۔(أخرجہ ابن عساکر فی التاریخ:155/72)

شعبان کے مہینے میں روزہ دار کے لئے خیرِ کثیر ہے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شعبان کو "شعبان" اِس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی خیریں اور بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں، یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔إِنَّمَا سُمِّيَ شَعْبَانُ لِأَنَّه يَتَشَعَّبُ فِيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ لِلصَّائِمِ فِيْهِ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔(کنز العمّال:35173)

شعبان کے مہینے میں اعمال کی پیشی:

اِس مہینے میں اعمال کی پیشی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِرشاد فرماتے ہیں: رجب اور رمضان کے درمیان جو شعبان کا مہینہ ہے، (عام طور پر) لوگ اُس سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں، حالآنکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبٍ وَشَهْرِ رَمَضَانَ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، يُرْفَعُ فِيهِ أَعْمَالُ الْعِبَادِ۔ (شعب الایمان:3540)

ماہِ شعبان کے اعمال

اس مہینے سے متعلق دو طرح کے کام ہیں:

(1) قابلِ عمل یعنی کرنے کے کام۔ (2) قابلِ ترک یعنی چھوڑنے کے کام۔

قابلِ عمل کام :

یعنی وہ کام جن کو اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ سنت سے ثابت ہیں۔ ایسے کام درج ذیل ہیں:

پہلا کام: شعبان کے مہینے کا چاند دیکھنے کا اہتمام:

اِسلامی مہینوں کی حفاظت اور اُن کی صحیح تاریخوں کا یاد رکھنا فرضِ کفایہ ہے، کیونکہ اُن پر بہت سے شرعی احکام موقوف ہیں، چنانچہ حج کا صحیح تاریخوں میں اداء کرنا، رمضان المبارک کے روزوں اور زکوۃ کی ادائیگی اور اس کے علاوہ کئی شرعی امور قمری تاریخوں پر موقوف ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو قمری مہینوں کو یاد رکھنا چاہیئے اور چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور شعبان کے بعد چونکہ رمضان المبارک کا عظیم مہینہ آرہا ہوتا ہے اِس لئے ہلالِ شعبان کو اور بھی زیادہ اہتمام اور شوق سے دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی شعبان کا چاند بڑے اہتمام سے دیکھا کرتے تھے، چنانچہ روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہلالِ شعبان کی جتنی حفاظت کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے کی نہ کرتے تھے۔ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ هِلَالِ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ۔ (دار قطنی: 2149)

دوسرا کام: شعبان کے مہینے میں برکت کی دعاء:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: ”اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ“ اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرما اور اور ہمیں (بخیر و عافیت) رمضان المبارک تک پہنچا دیجئے۔ (شعب الایمان: 3534)

تیسرا کام: شعبان کے مہینے میں روزوں کی کثرت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو روزہ رکھنے کے لئے تمام مہینوں میں شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ محبوب تھا، آپ یہ چاہتے تھے کہ روزہ رکھتے رکھتے اُسے رمضان کے ساتھ ملادیں۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصُومَهُ: شَعْبَانُ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ۔ (ابو داؤد: 2431)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا مَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ۔ (مسلم: 1156)(بخاری: 1969)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سوائے چند قلیل ایام کے شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے

تھے۔ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔(مسلم:1156)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے۔لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔(مسلم:1156)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کون سا روزہ افضل ہے ؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: وہ روزہ جو رمضان کی تعظیم میں شعبان کے مہینے میں رکھا جائے۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: «شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ»۔(ترمذی:663)

فائدہ : ایک حدیث میں رمضان کے بعد محرم کے روزے کو سب سے افضل کہا گیا ہے۔(ترمذی:438) دونوں میں کوئی تعارض نہیں، اِس لئے کہ رمضان کے بعد مرتبہ کے اعتبار سے مطلقاً دیکھا جائے تو حدیث کے مطابق محرّم ہی کا روزہ افضل ہے، لیکن جب اِستقبالِ رمضان کی تعظیم کا اعتبار کیا جائے تو شعبان سے افضل کوئی روزہ نہیں۔اور رمضان کی تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے آنے سے قبل ہی روزہ رکھ کر نفس کو بھوک و پیاس برداشت کرنے کا عادی بنایا جائے تاکہ اچانک سے ماہِ رمضان شروع ہوجانے سے طبیعت پر بوجھ نہ ہو اور کوئی بات خلافِ ادب سرزد نہ ہو۔(تحفۃ الأحوذی:3/265)

شعبان کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھنے کی وجہ: اِس کی وجہ یہ تھی، جیسا کہ ایک حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ اِس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ روزے کی حالت میں اعمال کی پیشی ہو۔حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! شعبان کے مہینے میں مَیں آپ کو اتنے روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں جتنا کہ کسی اور مہینے میں نہیں دیکھتا، اِس کی کیا وجہ ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان جو شعبان کا مہینہ ہے، (عام طور پر) لوگ اُس سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں، حالآنکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اِس حالت میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا لَا أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مثل مَا تَصُومُ فِيهِ، قَالَ:أَيُّ شَهْرٍ؟، قُلْتُ: شَعْبَانُ،

قَالَ: شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبٍ وَشُهِرِ رَمَضَانَ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، يَرْفَعُ فِيهِ أَعْمَالَ الْعِبَادِ، فَأُحِبُّ أَنْ لَا يُرْفَعَ عَمَلِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ۔ (شعب الایمان:3540)

چوتھا کام: رمضان کی تیاری:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خطبہ دیتے اور فرماتے:

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آرہا ہے پس تم اُس کے لئے تیاری کرو اور اُس میں اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَبْلَ رَمَضَانَ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: أَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ فَشَمِّرُوْا لَهُ وَأَحْسِنُوْا نِيَّاتِكُمْ فِيْهِ۔ (کنز العمال عن الدّیلمی:24269)

ہر چیز کی تیاری اُس کے آنے سے پہلے ہوتی ہے، مثلاً مہمان کی آمد ہو تو اُس کے آنے کے بعد نہیں، آنے سے پہلے تیاری ہوتی ہے، اِسی طرح رمضان بھی مؤمن کے لئے ایک بہت ہی اہم اور معزز مہمان ہے، اُس کی قدر دانی کے لئے بھی پہلے سے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہونا چاہیئے۔

رمضان کی تیاری میں دو چیزیں ہیں: (1) دنیاوی اعتبار سے۔ (2) دینی اعتبار سے۔

دنیاوی اعتبار سے: اِس طرح کہ دنیاوی مشاغل و مصروفیات سے اپنے آپ کو جس قدر بھی فارغ کرسکتے ہوں کرلیں، تاکہ رمضان المبارک کا مہینہ مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت اور رجوع الی اللہ میں گزارا جاسکے۔ اِس کے لئے چند اہم تجاویز ذکر کی جارہی ہیں، اِن کی مدد سے ان شاء اللہ اپنے آپ کو رمضان کے لئے فارغ کیا جاسکتا ہے:

☆...... عید کی تمام شاپنگ شعبان المعظم میں ہی کرکے فارغ ہوجائیں، کیونکہ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں کو شاپنگ مال اور مارکیٹس کے نذر کرنا، بالخصوص جبکہ اُس کی وجہ سے روزہ، نمازیں اور تراویح کی نماز متاثر ہوتی ہو یہ رمضان جیسے عظیم اور بابرکت کی بڑی ناقدری ہے، جس میں عوام و خواص بہت سے لوگ مبتلاء نظر آتے ہیں۔

☆...... راشن اور گھر کا دیگر سودا سلف جو روز مرّہ کے معمولات میں خریدا جاتا ہے، وہ رمضان المبارک ہی میں جہاں تک ممکن ہو ایک ساتھ ہی خرید کر فارغ ہوجائیں تاکہ رمضان المبارک میں یکسوئی حاصل ہوسکے۔

☆...... جو کام رمضان المبارک میں موقوف کیے جاسکتے ہوں اُنہیں موقوف کردیجئے۔ ہم اگر اپنے کاموں کا جائزہ لیں تو بہت سے ایسے کام نظر آئیں گے جنہیں اگر ایک مہینے تک ہم نہ کریں تو کوئی حرج لازم نہیں آئے گا، مثلاً اخبار بینی،

دوستوں کے ساتھ گپ شپ، ٹی وی دیکھنے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کی مصروفیت، سیل فونز پر کی جانے والی بہت سی فضول اور لایعنی مشغولیت، آؤٹنگ کے نام پر کی جانے والی پکنک اور تفریحات، ویک اینڈ منانے کے لئے فوڈز پوائنٹ پر جانا، یہ اور اِس جیسے اور بھی بہت سے ایسے کام ہیں جن میں بہت سے فضول اور لغو ہیں اور بہت سے گناہ کے زمرے میں آتے ہیں، ان سب سے بچنا ضروری ہے اور رمضان المبارک میں ایسے کاموں سے اجتناب کرنا اور بھی ضروری ہے۔

☆......سال بھر میں دفتر اور ملازمت سے ملنے والی ایسی چھٹیاں جن کو آپ کسی بھی استعمال کرسکتے ہوں اُن کو اِستعمال کرنے کے لئے رمضان المبارک کے مہینے سے بہتر کوئی وقت نہیں، ایسی چھٹیوں کو رمضان میں استعمال کیجئے تاکہ خوب یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ صرف ایک کام یعنی عبادت اور رجوع الی اللہ کیا جاسکے۔

دینی اعتبار سے: رمضان کی تیاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شعبان المعظم کے مہینے میں ہی اپنے دن اور رات کے معمولات کو کچھ اِس طرح ترتیب دیجئے کہ فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کا بھی خوب اہتمام ہونا شروع ہوجائے، پانچوں فرض نمازوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں اداء کیجئے، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں، نفلی نمازیں: اِشراق، چاشت، اوّابین اور تہجد وغیرہ کا اہتمام شروع کردیں اور خوب دعائیں مانگنے کی کوشش کریں، اور اِس کے لئے قرآن و حدیث کی دعاؤں کا ایک بہترین مجموعہ "مُناجاتِ مقبول" جس کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سات منزلوں پر تقسیم کرکے جمع کیا ہے تاکہ ہفتہ وار اُنہیں بآسانی مانگا جاسکے، اُس کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنائیں۔

یاد رکھئے! دینی اور دنیاوی اعتبار سے رمضان کی تیاری کا مطلب شعبان میں ہی تیاری کرنا ہے کیونکہ ہلالِ رمضان کے نکلنے کے بعد تیاری کرتے کرتے کافی وقت لگ جاتا ہے، اور پھر اُن معمولات کی عادت بنتے بنتے بھی دیر لگتی ہے اور اِسی میں رمضان المبارک کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجاتا ہے، اِس لئے جو بھی تیاری کرنی ہے وہ آمدِ رمضان سے قبل ہی کرکے فارغ ہوجائیں۔

پانچواں کام: شبِ براءت کی عبادت:

شعبان المعظم کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ایک معظّم اور بابرکت رات رکھی ہے اور اُس میں عبادت کرنے والوں کے لئے بے شمار اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے، اُس رات کو اللیلة المُبارکة (بابرکت رات)، لیلة الرّحمة (رحمتوں والی رات)،

لیلۃ الصّك (اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہنم کا پروانہ ملنے والی رات) اور لیلۃ البراءۃ (جہنّم سے بَری ہونے والی رات) کہا جاتا ہے۔(روح المعانی:13/110)

احادیثِ طیبہ کی روشنی میں اِس عظیم اور بابرکت رات کے چند فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی فضیلت: بکثرت لوگوں کی مغفرت:

اِس شب میں اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں کی مغفرت کردیتے ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ شعبان کے پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ "کلب" کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔(ترمذی:739)

قبیلہ " بنو کلب " عرب ایک قبیلہ جو بکریاں کثرت سے رکھنے میں مشہور تھا، اور بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ مغفرت کرنے کے دو مطلب ذکر کیے گئے ہیں:

❶ پہلا مطلب یہ ہے کہ اِس سے گناہ گار مراد ہیں، یعنی اِس قدر کثیر گناہ گاروں کی مغفرت کی جاتی ہے کہ جن کی تعداد اُن بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اِس کا حاصل یہ ہے کہ بے شمار لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

❷ دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اِس سے گناہ گار نہیں بلکہ گناہ مراد ہیں، یعنی اگر کسی کے گناہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمادیتے ہیں۔(تحفۃ الأحوذی:3/365)

دوسری فضیلت: دعاؤں کی قبولیت:

یہ رات دعاؤں کی قبولیت والی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا محروم نہیں ہوتا، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے صدا لگائی جاتی ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے میں اُس کی مانگ پوری کروں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اُس کی رات میں قیام (عبادت) کرو اور اُس کے دن میں روزہ رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ اِس رات میں غروبِ شمس سے ہی آسمانِ دنیا میں (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کوئی مجھ سے

مغفرت چاہنے والا نہیں کہ میں اُس کی مغفرت کروں ؟ کیا کوئی رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اُسے رزق عطاء کروں ؟ کیا کوئی مصیبت و پریشانی میں مبتلاء شخص نہیں کہ میں اُسے عافیت عطاء کروں ؟ کیا فلاں اور فلاں شخص نہیں ...... الخ یہاں تک کہ (اِسی طرح صدا لگتے لگتے) صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔(ابن ماجہ: 1388)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ عطاء اور بخشش کی صدا روزانہ رات کو لگتی ہے اور بعض روایات میں رات کے ایک تہائی حصے کے گزر جانے کے بعد صبح تک لگتی ہے اور بعض روایات میں رات کے آخری پہر یعنی آخری تہائی حصہ میں لگائی جاتی ہے جیسا کہ ترمذی شریف (ترمذی:446) کی روایت میں اِس کا ذکر ہے، لیکن اِس شبِ براءت کی عظمت کا کیا کہنا !! کہ اِس رات میں شروع ہی سے یعنی آفتاب کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک یہ صدا لگائی جاتی ہے، لہٰذا اِن قبولیت کی گھڑیوں میں غفلت اختیار کرنا بڑی نادانی اور حماقت کی بات ہے، اِس لئے اِس رات میں فضولیات اور لایعنی کاموں میں لگنے یا خوابِ غفلت میں سوئے پڑے رہنے سے بچنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرتے ہوئے شوق و ذوق کا اِظہار کرنا چاہیئے۔

تنبیہ :واضح رہے کہ دعاؤں کی قبولیت والی اِس رات میں دعاؤں کی قبولیت کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دعاء کی قبولیت کی شرائط کا اچھی طرح لحاظ رکھیں ورنہ دعاء قبول نہیں ہوگی۔

دعاء کی قبولیت کی شرائط:

دعاء کی قبولیت کی چند بنیادی شرطیں ہیں، دعاء مانگتے ہوئے ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

❶ پہلی شرط: حرام سے اجتناب:

حدیث کے مطابق جس کا کھانا پینا اور لباس وغیرہ حرام کا ہو اُس کی دعاء قبول نہیں ہوتی ، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کرتا ہے اور اُس کی وجہ سے وہ پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتا ہے اور اِس پراگندگی کی حالت میں اپنے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلا کر کہتا ہے: اے میرے پروردگار!

اے میرے پروردگار! حالآنکہ اُس کا کھانا، اُس کا پینا، اُس کا لباس سب حرام ہو اور اُس کی پرورش حرام مال سے کی گئی ہو تو اُس کی دعاء کیسے قبول کی جاسکتی ہے۔ وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ، يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِّيَ بِالحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ۔(ترمذی:2989)

❷ دوسری شرط: توجہ سے دعاء کرنا:

یعنی دل کی توجہ سے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنا، ایسا نہ ہو کہ غفلت میں صرف رٹے رٹائے دعائیہ کلمات زبان سے اداء کیے جائیں اور دل حاضر نہ ہو، کیونکہ حدیث کے مطابق ایسی غفلت کے ساتھ مانگی جانے والی دعاء قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعاء مانگا کرو اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ غفلت اور لاپرواہی میں پڑے ہوئے دل کے ساتھ دعاء قبول نہیں فرماتے۔ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔(ترمذی:3479)

❸ تیسری شرط: ایک دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا:

نیکی کا حکم دینا اور گناہوں سے روکنا اِسلام کے اہم فرائض اور ذمہ داریوں میں سے ہے، جب لوگ اِس میں غفلت برتنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں نازل ہوتا ہے جس کی لپیٹ میں صرف بُرے لوگ ہی نہیں بلکہ اُن کو نہ روکنے والے بھی آجاتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(الأنفال:25) اور ڈرو اُس وبال سے جو تم میں سے صرف اُن لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہوگا اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔(آسان ترجمہ قرآن) اور جب اِس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب آتا ہے تو دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں، حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور نیکی کا حکم دیتے اور بُرائیوں سے منع کرتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے ایک ایسا عذاب بھیجیں گے کہ تم اُس سے دعاء کروگے لیکن تمہاری دعاء قبول نہیں کیا جائے گی۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ المُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ

فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔(ترمذی:2169)اِس سے معلوم ہوا کہ لوگ جب امر بالمعروف اور نہی عن المُنکر کو ترک کر دیتے ہیں تو دعائیں قبول ہونا بند ہو جاتی ہیں۔

تیسری فضیلت: جہنم سے آزادی:

اِس رات کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی کثرت سے جہنم سے لوگوں کو آزاد کرتے ہیں، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شعبان کی پندرہویں شب میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اور اِس رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر جہنّم سے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔هَذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلَّهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُورِ غَنَمِ كَلْبٍ۔(شعب الایمان:3556)

چوتھی فضیلت: سال بھر کے فیصلوں کی رات:

اِس رات کی ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ اِس میں سال بھر کے فیصلے کیے جاتے ہیں کہ کِس نے پیدا ہونا اور کِس نے مَرنا ہے ،کِس کو کتنا رزق دیا جائے گا اور کِس کے ساتھ کیا کچھ پیش آئے گا، سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اِس پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بنی آدام میں سے ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے، اور بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اِس سال مَرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے، اور اس رات میں بندوں کے اعمال اُٹھالیے جاتے ہیں اور اِسی رات میں بندوں کے رزق اُترتے ہیں۔فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كلُّ مَوْلُودٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ.(مشکوۃ المصابیح:1305)

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے: ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک عمریں لکھی جاتی ہیں، یہاں تک کہ کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور اُس کی اولاد بھی ہوتی ہے لیکن (اُسے معلوم تک نہیں ہوتا کہ) اُس کا نام مُردوں میں

نکل چکا ہوتا ہے۔تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى شَعْبَانَ،حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ، وَيُولَدُ لَهُ وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتَى.(فضائل رمضان لابن ابی الدنیا:30)(شعب الایمان:3558)

لہٰذا فیصلے کی اِس رات میں غفلت میں پڑے رہنا کوئی دانشمندی نہیں، عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اپنے لئے،اپنے گھر والوں کے لئے بلکہ ساری اُمّت کے لئے اچھے فیصلوں کی خوب دعائیں کی جائیں۔

مبارک راتوں میں پائی جانے والی چند عمومی غلطیوں کی اِصلاح:

❶ اِس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں، جیسا عموماً یہ سمجھا جاتا ہے، چنانچہ بعض لوگ اس رات کی خاص نماز بیان کرتے ہیں کہ اتنی رکعت پڑھی جائے، پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی تعداد میں پڑھی جائے، خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسی کوئی نماز یا عبادت اس رات میں ثابت نہیں، بلکہ نفلی عبادت جس قدر ہوسکے اس رات میں انجام دینی چاہیئے، نفل نماز پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، دعائیں کریں، یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

❷ بابرکت راتوں میں جاگنے کا مطلب پوری رات جاگنا نہیں ہوتا بلکہ آسانی کے ساتھ جس قدر جاگ کر عبادت کرنا ممکن ہو عبادت کرنا چاہیئے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو سوجانا چاہیئے، بعض لوگ پوری رات جاگنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور اِس کو حاصل کرنے کے لئے پوری رات جاگنے کی بتکلّف کوشش کرتے ہیں، اور جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو آپس میں گپ شپ ، ہنسی مذاق، پان گٹکا اور کھانے پینے چائے وغیرہ کے اندر مشغول ہوجاتے ہیں اور اِس میں مسجد کے آداب وتقدّس کو بھی پامال کیا جاتا ہے، یاد رکھئے ! اِس طرح کی فضولیات یا کسی غیر شرعی فعل میں لگ کر ”نیکی برباد اور گناہ لازم“کا مصداق نہیں بننا چاہیئے۔

❸ غروبِ آفتاب ہی سے رات کی ابتداء ہوجاتی ہے لہٰذا مغرب ہی سے مبارک راتوں کی برکت کو سمیٹنے میں لگ جانا چاہیئے، عشاء کے بعد کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ لوگ رات کو جاگنے کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ گیارہ بارہ بجے جب بستر پر جانے کا وقت ہوتا ہے اُس وقت بستر پر جانے کے بجائے مسجد میں جاکر عبادت کی جائے، اِس غلط فہمی کی وجہ سے رات کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجاتا ہے۔

❸ مبارک راتوں میں جاگنے کا مطلب صرف جاگنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے، چنانچہ صرف ہنسی مذاق، بات چیت، گپ شپ، کھانے پینے اور پینے پلانے کے دور میں جاگتے ہوئے صبح کر دینا کوئی عبادت نہیں، بلکہ بعض اوقات اِن عظیم اور بابرکت راتوں میں، جھوٹ، چغلخوری غیبت کرنے اور سننے جیسے بڑے اور مُہلک گناہوں کا مرتکب ہو کر انسان اور بھی بڑے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے، اِس لئے اِنفرادی طور پر یکسوئی کے ساتھ جس قدر آسانی سے ممکن ہو عبادت کرنی چاہیئے اور ہر قسم کے ہلّے گلّے سے قطعاً بچنا چاہیئے۔

❹ مبارک راتوں میں اجتماعی عبادت کے بجائے انفرادی عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے اِس لئے کہ اِن راتوں میں اجتماعی عبادت کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں، نیز جو خلوص، یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز انفرادی عبادت میں نصیب ہو سکتا ہے وہ اجتماعی عبادت میں کہاں...!!

مُبارک راتوں کو کیسے گزارا جائے:

مندرجہ بالا کوتاہیوں سے اجتناب کرتے ہوئے حسبِ اِستطاعت جس قدر ہو سکے انسان کو عبادت کرنی چاہیئے، اِس کے لئے کوئی مخصوص طریقہ روایات اور اَسلاف کے عمل سے ثابت نہیں ہے، تاہم بغیر کسی تعیین و تخصیص کے چند ہدایات دی جارہی ہیں اُن کی مدد سے ہم ان راتوں کو زیادہ قیمتی بنا سکتے ہیں:

❶ پہلی ہدایت: توبہ واِستغفار:

دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھ کر سچی توبہ کریں، اپنے گناہوں پر شرمندگی و ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے معافی مانگیں، چنانچہ شبِ قدر کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں شبِ قدر پالوں تو اُس میں کیا پڑھوں تو آپ ﷺ نے اُن کو کوئی بڑا ذکر یا کوئی بڑی نماز اور تسبیح پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ ایک مختصر اور آسان سی دعاء تلقین فرمائی، جس میں عفو درگزر کی درخواست کی گئی ہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ"۔(ترمذی:3513)

اِس سے معلوم ہوا کہ بابرکت راتوں میں سب سے بڑا کرنے کا کام جو عموماً لوگ نہیں کرتے اور مخصوص قسم کی خود ساختہ نماز پڑھنے کے پیچھے لگ جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے ماضی کی زندگی پر سچے دل سے شرمسار ہو کر، آئندہ کی زندگی میں عملاً

تبدیلی لانے کا سچا اِرادہ لے کر توبہ اور اِستغفار کیا جائے، یہ عمل مبارک راتوں کی برکت کو سمیٹنے کا سب سے اہم اور صحیح طریقہ ہے۔

توبہ کی شرائط:

علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح "شرح نووی" (17 / 25) میں توبہ کی چار بنیادی شرائط ذکر کی ہیں، جن کا لحاظ کرنا توبہ کے لئے ضروری ہے:

1. **معصیت سے الگ ہوجانا:**

گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے توبہ نہیں ہوتی، توبہ کے لئے گناہوں کو چھوڑنا اور اُن سے کنارہ کش ہونا ضروری ہے ، اِس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ گناہوں میں لگے ہوئے ہونے کے باوجود جو توبہ توبہ کرتے ہیں وہ توبہ نہیں مذاق ہوتا ہے۔

2. **اپنے کیے پر شرمندہ ہونا:**

جو گناہ دانستگی یا نادانی میں سرزد ہوچکا ہے اُس پر شرمندہ و پشیمان ہونا یہ بھی توبہ کی شرط ہے، اور اِسی سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ کرکے اُس کو لوگوں کے سامنے فخریہ طور پر ہرگز بیان نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ بعض لوگ اِس کا اِرتکاب کرتے ہیں۔

3. **آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کرنا:**

توبہ کی ایک اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ دل میں آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم اور پختہ اِرادہ ہو، اگرچہ یہ معلوم ہو کہ میں کمزور ہوں اور کسی وقت دوبارہ پھسل سکتا ہوں لیکن دل میں اُس کو عملاً کرنے کا ہرگز اِرادہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

4. **حقوق کی ادائیگی:**

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر وہ گناہ ایسا ہے کہ اُس کی ادائیگی لازم ہوتی ہو تو اُس کو اداء کرنا چاہیئے، مثلاً کسی کا مال دبا رکھا ہو تو صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوگا جب تک کہ اُس کو اداء نہ کردیا یا معاف نہ کرالیا جائے، کسی کو تکلیف

پہنچائی ہو، حقوق کو پامال کیا ہو تو صاحبِ حق سے معاف کرائے بغیر توبہ قبول نہیں، اِسی طرح نمازیں نہ پڑھی ہوں، زکوۃ اداء نہ کی ہو یا اِن کے علاوہ کوئی شرعی فرائض وواجبات کی ادائیگی واجب الذمّہ ہو تو اُس کو اداء کرنا چاہیئے۔

❷ دوسری ہدایت: قضاء نمازوں کی ادائیگی:

زندگی میں جو نمازیں اداء کرنے سے رہ گئی ہوں اُن کو قضاء کرنا لازم ہوتا ہے، اُن کی قضاء نہ کی جائے تو کل بروز قیامت اُن کا حساب دینا ہوگا، اور توبہ کی شرائط میں جیسا کہ ابھی گزرا اُن شرعی واجبات کو اداء کرنا اور اُن سے سُبکدوش ہونا ضروری ہے لہٰذا اپنی توبہ کی تکمیل کی نیت سے زندگی بھر کی نمازوں کرکے اُن کی قضاء کرنے کی فکر کرنی چاہیئے اور مبارک راتوں میں نفلی عبادتوں مشغول ہونے سے بدرجہا بہتر شکل یہ ہے کہ اُن قضاء نمازوں کو اداء کیا جائے، ان شاء اللہ اِس میں نوافل میں مشغول ہونے سے زیادہ ثواب حاصل ہوگا، کیونکہ نوافل نہ پڑھنے کا حساب نہیں جبکہ نمازوں کی اگر قضاء نہ جائے تو اُس کا مؤاخذہ ہے۔

قضاء نمازیں پڑھنے کا طریقہ:

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے لے کر اب تک جتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں اُن کا حساب کریں اور وہ ممکن نہ ہو تو ظنِّ غالب کے مطابق ایک اندازہ اور تخمینہ لگالیں اور اُسے کہیں لکھ لیں اُس کے بعد اُس کی قضاء کرنا شروع کردیں، اور اس میں آسانی کے لئے یوں کیا جاسکتا ہے کہ ہر وقتی نماز کے ساتھ ساتھ وہی نماز قضاء بھی پڑھتے جائیں، اور جتنی نمازیں قضاء ہوتی جائیں اُنہیں لکھے ہوئے ریکارڈ میں سے کاٹتے جائیں، اِس سے ان شاء اللہ مہینہ میں ایک مہینہ کی اور سال میں ایک سال کی نمازیں بڑی آسانی کے ساتھ قضاء ہوجائیں گی۔

قضاء نمازوں میں نیت کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز میں یوں نیت کریں "میں اپنی تمام فوت شدہ نمازوں میں جو پہلی نماز ہے اُس کی قضاء کرتا ہوں" کیونکہ ہر پہلی نماز قضاء کرلینے کے بعد اُس سے اگلی خودبخود پہلی بن جائے گی، یا یوں بھی نیت کی جاسکتی ہے کہ "میں اپنی تمام فوت شدہ نمازوں میں جو آخری نماز ہے اُس کی قضاء کرتا ہوں" اِس طریقے میں بھی جب آخری نماز قضاء ہوجائے گی تو اُس سے پہلے والی نماز خود آخری نماز بن جائے گی۔

❸ تیسری ہدایت: نماز باجماعت کی ادائیگی:

رات میں تین نمازیں آتی ہیں: مغرب، عشاء اور فجر، اِن تینوں کو جماعت کے ساتھ صفِ اوّل میں خشوع و خضوع کے ساتھ اداء کیجئے، کم از کم جماعت کے ساتھ اِن نمازوں کو اداء کرنے والا رات کی عبادت سے محروم نہیں رہے گا، چنانچہ حدیث میں آتا ہے حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے: جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ اداء کی اُس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ اداء کی اُس نے گویا پوری رات نماز پڑھی ۔مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔(مسلم:656)

❹ چوتھی ہدایت: کچھ فضیلت والے اعمال:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مبارک راتوں میں کوئی مخصوص عمل تو ثابت نہیں، البتہ چند فضیلت والے اعمال جن میں کم وقت کے اندر زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کیا جاسکتا ہے وہ ذکر کیے جارہے ہیں، اُنہیں بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اختیار کیجئے تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں جمع کی جاسکیں:

اوّابین کی نماز:

مغرب کے بعد اوّابین کی نماز ہے جس کی کم از کم چھ رکعات ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس، آپ کوشش کرکے مبارک رات کی برکتوں کو سمیٹئے اور بیس رکعت اداء کیجئے، حدیث کے مطابق بارہ سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت اِس طرح اداء کی کہ اُن کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی ہو تو اُن کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔مَنْ صَلَّى بَعْدَ المَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً۔(ترمذی:435)

واضح رہے کہ اوّابین کی نماز کی مندرجہ بالا فضیلت صرف مبارک راتوں میں نہیں بلکہ سال بھر اِس فضیلت کو صرف چند منٹوں میں بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، مبارک راتوں میں ایسے اعمال کو تو اور بھی اہتمام اور توجّہ سے اختیار کرنا چاہیئے۔

صلوۃ التسبیح کی نماز:

صلوۃ التسبیح کی چار رکعتیں ہیں، جن کو ایک سلام سے پڑھا جاتا ہے، اگرچہ دو سلام سے بھی جائز ہے۔ اِس نماز کی احادیث میں بڑی فضیلتیں منقول ہیں، انسان اس کے ذریعہ کم سے کم وقت کے اندر جو تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے، زیادہ سے زیادہ نفع کما سکتا ہے۔ اِس لئے سال بھر وقتاً فوقتاً اِس کے پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور مُبارک راتوں میں تو اِس کو اور بھی زیادہ اہتمام سے پڑھنا چاہیئے، اور یہ کوئی مشکل نہیں، بس دل میں نیکی کے حصول کا شوق ہونا چاہیئے خود ہی مشقت برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

صلاۃ التسبیح کے فضائل:

❶ یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی برکت سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں:

(1) اگلے گناہ۔ (2) پچھلے گناہ۔ (3) قدیم گناہ۔ (4) جدید گناہ۔ (5) غلطی سے کیے ہوئے گناہ۔

(6) جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہ۔ (7) صغیرہ گناہ۔ (8) کبیرہ گناہ۔ (9) چھپ چھپ کر کیے ہوئے گناہ۔

(10) کھلم کھلا کیے ہوئے گناہ۔ (فضائلِ ذکر: 169)

❷ یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر روزانہ، ہفتہ، مہینہ یا کم از کم سال میں بھی اگر نہیں پڑھ سکتے تو اپنی پوری زندگی میں ہی کم از کم ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اِس سے اِس نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (فضائلِ ذکر: 169)

❸ یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا سے کے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ گار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (فضائلِ ذکر: 170)

❹ یہ وہ نماز ہے جسے آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتاتے ہوئے اِس نماز کو تحفہ، بخشش اور خوشخبری قرار دیا۔ (فضائلِ ذکر: 169، 170، 171)

❺ یہ وہ نماز ہے جس کو پڑھتے ہوئے بندے کو تین سو مرتبہ تیسرے کلمہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، حالآنکہ:

1. ایک مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنے پر جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔(فضائلِ ذکر:141)
2. تیسرا کلمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلمہ ہے۔(فضائلِ ذکر:143)
3. جنت چٹیل میدان ہے اور تیسرا کلمہ جنت کے پودے ہیں۔(فضائلِ ذکر:141)
4. تیسرے کلمہ کے ہر ایک کلمے کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔(فضائلِ ذکر:146)
5. تیسرے کلمہ کا ہر کلمہ اعمال نامے میں تُلنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ وزنی ہے۔(فضائلِ ذکر:147)

❻ یہ وہ نماز ہے جس کا ہر زمانے میں علمائے امت، محدثین، فقہاء اور صوفیہ نے اہتمام کیا ہے۔(ایضاً:173)

❼ یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں حضرت عبد العزیز بن ابی روّاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کا جنت میں جانے کا ارادہ ہو اُس کے لئے ضروری ہے کہ صلاۃ التسبیح کو مضبوطی سے پکڑے۔(فضائلِ ذکر:174)

❽ یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں حضرت ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالے کے لئے صلاۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔(فضائلِ ذکر:174)

❽ یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں علّامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اِس نماز کی فضیلت و اہمیت کو سُن کر بھی غفلت اختیار کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے، اُس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیئے۔(فضائلِ ذکر:174)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ:

اِس کے دو طریقے منقول ہیں، کسی بھی طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھا جاسکتی ہے۔

پہلا طریقہ: اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ جو حضرت عبد اللہ بن مبارک سے ترمذی شریف میں مذکور ہے یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھے پھر کلمات تسبیح یعنی: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ ۔ 15 مرتبہ پڑھے پھر حسب دستور اَعُوْذُ بِاللهِ و بِسْمِ اللهِ و اَلْحَمْدُ شریف اور سورۃ پڑھے پھر قیام میں

ہی یعنی سورۃ کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے وہی کلمات تسبیح 10 مرتبہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح کے بعد وہی کلمات 10 بار کہے، پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالك الحمد کے بعد 10 بار اور دونوں سجدوں میں سجدے کی تسبیح کے بعد 10،10 بار اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں یعنی جلسہ میں 10 بار وہی کلماتِ تسبیح کہے، اسی طرح ہر رکعت میں الحمد سے پہلے 15 مرتبہ اور سورۃ ملانے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے قیام ہی میں 10 مرتبہ اور رکوع و قومہ اور دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیانی جلسے میں 10،10 بار وہی کلمات کہے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ اور چار رکعتوں میں 300 مرتبہ یہ کلماتِ تسبیح ہو جائیں گے اور اگر ان کلمات کے بعد "وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيمِ" بھی ملالے تو بہتر ہے کیونکہ اس سے بہت ثواب ملتا ہے اور ایک روایت میں اِن الفاظ کی زیادتی منقول بھی ہے۔

دوسرا طریقہ: جو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی شریف میں منقول ہے، وہ یہ ہے کہ ثنا کے بعد اور الحمد شریف سے پہلے کسی رکعت میں ان کلمات تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد 15 مرتبہ پڑھے اور رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں اور جلسہ میں بالترتیب 10،10 مرتبہ پڑھے اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر یعنی جلسہ استراحت میں 10 مرتبہ پڑھے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ پڑھے اور دونوں قعدوں میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

☆...... یہ دونوں طریقے صحیح ہیں لیکن بعض فقہا نے دوسرے طریقے کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے، بہتر یہ ہے کہ کبھی ایک روایت پر عمل کرے اور کبھی دوسری پر تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے اس نماز کی چاروں رکعتوں میں کوئی سورت معین نہیں، لیکن کبھی کبھی استحباب کے لئے چاروں رکعتوں میں علی الترتیب التکاثر، العصر، الکافرون اور اخلاص پڑھا کرے اور کبھی اذا زلزلت اور و العادیات اور اذا جاء اور سورۃ اخلاص پڑھے۔ اگر تسبیح کے کلمات بھول کر کسی جگہ 10 سے کم پڑھے جائیں یا بالکل نہ پڑھے جائیں تو اس کو دوسری جگہ یعنی تسبیح پڑھنے کے آگے والے موقع میں پڑھ لے تاکہ تعداد پوری ہو جائے لیکن رکوع میں بھولے ہوئے کلماتِ تسبیح قومہ میں نہ پڑھے بلکہ دوسرے سجدے میں پڑھے کیونکہ قومہ اور جلسہ کا رکوع و سجدے سے طویل کرنا مکروہ ہے۔ کلماتِ تسبیح کو

انگلیوں پر شمار نہ کرنا چاہیئے، بلکہ اگر دل کے ساتھ شمار کر سکتا ہو اِس طرح کہ نماز کی حضوری میں فرق نہ آئے تو یہی بہتر ہے ورنہ انگلیاں دبا کر شمار کرے۔(زبدۃ الفقہ:285)

☆......صلاۃ التسبیح میں تسبیحات کو ہاتھوں سے شمار کرنا درست نہیں۔اور اگر یاد نہ رہتا ہو تو انگلیوں کو حرکت دیے بغیر محض دبا کر یاد رکھا جاسکتا ہے۔(در مختار:2/28)

☆......مکروہ وقت کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔(در مختار:2/27)

☆......صلوۃ التسبیح میں کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے البتہ مندرجہ ذیل کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے:

☆......حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ صلاۃ التسبیح میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے: **اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُك تَوْفِيْقَ أَهْلِ الْهُدٰى، وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِيْنِ، وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ، وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ، وَجِدَّ أَهْلِ الْخَشْيَةِ، وَطَلَبَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ، وَتَعَبُّدَ أَهْلِ الْوَرَعِ، وَعِرْفَانَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى أَخَافَك. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُك مَخَافَةً تَحْجِزُنِي عَنْ مَعَاصِيْكَ حَتّٰى أَعْمَلَ بِطَاعَتِك؛ وَعَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ، حَتّٰى أُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْك، وَحَتّٰى أُخْلِصَ لَك النَّصِيحَةَ حُبًّا لَكَ، وَحَتّٰى أَتَوَكَّلَ عَلَيْك فِي الْأُمُورِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ**۔(در مختار:2/28)

❺ پانچویں ہدایت: قیام اللیل کا اہتمام :

قیام اللیل سے مراد تہجد کی نماز ہے جو فرائض کے بعد سب سے افضل نماز ہے، سال بھر بلکہ زندگی بھر اِس کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور فضیلت وبرکت والی راتوں میں اِس اور بھی زیادہ شوق وذوق اور توجہ سے اہتمام کرنا چاہیئے، ذیل میں اِس کے چند فضائل ذکر کیے جارہے ہیں جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین)

قیام اللیل کے فضائل:

1. ایک روایت میں تہجد کو فرائض کے بعد سب سے افضل نماز بتلایا گیا ہے، چنانچہ اِرشادِ نبوی ہے: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے درمیان پڑھی جائے۔ کما فی الحدیث: أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ، صَلَاةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ۔(مسند احمد:8507)

2. حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتے ہیں: رات کے قیام یعنی تہجد کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، تمہارے رب کے قُرب کا ذریعہ ہے، گناہوں کو مٹانے والی اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔ کما فی الحدیث: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ۔(ترمذی:3549)ایک روایت میں اِس کے ساتھ " وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الجَسَدِ " کے الفاظ بھی منقول ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز جسم سے بیماریوں کو دور کردینے والی ہے۔(ترمذی:3549)

3. حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ رات کے آخری پہر اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے، پس اگر تم اُن لوگوں میں سے ہونے کی طاقت رکھتے ہو جو اُس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو ضرور ہو جاؤ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ العَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ۔(ترمذی:3579)

4. حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جب وہ رات کو نماز میں کھڑا ہوتا ہے دوسرے وہ لوگ جب وہ نماز میں صف باندھتے ہیں، تیسرے وہ لوگ جب وہ جہاد میں دشمن سے قتال کرتے ہوئے صف باندھتے ہیں۔ کما فی الحدیث ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي الصَّلَاةِ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ۔(مشکوۃ المصابیح:1228)

5. حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی دعاء سب سے زیادہ سنی جاتی ہے (یعنی قبول ہوتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ" رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعاء۔(ترمذی:3499)

6. حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: بے شک جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے، ایک اَعرابی کھڑے ہوئے اور سوال کیا یارسول اللہ! وہ کس کے لئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُس کے لئے کلام میں نرمی رکھے، کھانا کھلائے، پے در پے روزے رکھے

اور رات کو نماز پڑھے جب کہ لوگ سورہے ہوں۔ کما فی الحدیث: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا، فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى لِلَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ۔(ترمذی:1984)

7. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: میری امّت کے سب سے معزز لوگ قرآن کریم کے حافظ اور تہجد گزار ہیں۔ أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ۔(شعب الایمان:2447)

8. حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے اُنہوں نے سب سے پہلی مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا تو فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہرگز نہیں ہو سکتا، اور سب سے پہلے جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمائی وہ یہ تھی: اے لوگو! آپس میں سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سورہے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ کما فی الحدیث: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔(ترمذی:2485)

9. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ جو شخص رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے دن کو اُس کا چہرہ حسین ہوتا ہے۔ مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ۔(شعب الایمان:2447)

مندرجہ بالا فضائل کو ہر شخص حاصل کر سکتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو تہجد کی نماز کا پابند بنایا جائے، اور یہ معمول زندگی بھر اپنانے کا ہے، بالخصوص مبارک راتوں میں تو اِس عمل کو اور بھی زیادہ اہتمام سے کرنا چاہیئے۔ اور اِس کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو کرکے آٹھ رکعت پڑھی جائے اور اُس میں جو سورتیں بھی یاد ہوں اُن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوشش کی جائے۔

چھٹا کام: مانعِ مغفرت اُمور سے توبہ:

شبِ براءت بہت ہی بابرکت اور عظیم رات ہے جیسا کہ اس کی فضیلتیں ماقبل میں تفصیل سے گزر چکی ہیں، لیکن کچھ ایسے بھی حرماں نصیب اور بدقسمت لوگ ہوتے ہیں جو اس رات کی برکات اور بالخصوص سب سے اہم چیز مغفرتِ خداوندی سے محروم رہ جاتے ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟ کئی احادیث میں اُن کی نشاندہی کی گئی ہے، جن سے اُن محروم ہونے والوں کے مغفرت سے محروم رہ جانے کے اَسباب بھی معلوم ہوتے ہیں، ایسے اَسباب اور امور کو مانعِ مغفرت امور کہا جاتا ہے،

ذیل میں مختلف احادیث کی روشنی میں وہ افراد ذکر کیے جا رہے ہیں جن میں شامل ہونے سے بہر صورت بچنا چاہیئے اور اگر خدانخواستہ کوئی مُبتلاء ہو تو فوراً توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ورنہ اِس عظیم اور بابرکت رات میں مغفرت حاصل نہ ہوسکے گی۔

مُشرِک:

شرک کرنے والے کی اِس رات میں مغفرت نہیں ہوتی، اور اِسی میں تمام کافر داخل ہیں، چنانچہ کسی بھی کافر کی مغفرت نہیں ہوتی۔(مرقاۃ:3/975)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے بندوں کی جانب نظرِ رحمت فرماتے ہیں اور مُشرک اور کینہ پرور کے علاوہ تمام مخلوق کی مغفرت کردیتے ہیں۔إِنَّ اللَّهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ۔(ابن ماجہ:1390)

کینہ پرور:

حدیث میں اس کو ”مُشاحن“ کہا گیا ہے ،اور اس کا مطلب کسی کے ساتھ بغض اور عداوت رکھنے والے کے آتے ہیں۔(مرقاۃ:3/975)اور اسی کو ”کینہ پَرور“ کہا جاتا ہے۔حاصل اس کا یہ ہے کہ دل میں کسی کی دشمنی کو لے کر اُس کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشاں رہنا کینہ کہلاتا ہے۔حدیث کے مطابق ایسے شخص کی اس مُبارک رات میں مغفرت نہیں ہوتی۔اِرشادِ نبوی ہے: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر اپنی شان کے مطابق نزول فرماتے ہیں اور سب کی مغفرت کردیتے ہیں سوائے وہ شخص جو شرک کرنے والا ہو یا وہ جس کے دل میں کینہ ہو۔يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ۔(شعب الایمان:3546)

ایک اور روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں مومن کی مغفرت کردیتے ہیں اور کافروں کو مُہلت دیتے ہیں اور کینہ پرور لوگوں کو اُن کے کینہ کی وجہ سے اُس وقت تک چھوڑے رکھتے ہیں جب تک کہ وہ کینہ کو نہ چھوڑدیں۔فَيَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِ، وَيُمْلِي لِلْكَافِرِينَ، وَيَدَعُ أَهْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِهِمْ حَتَّى يَدَعُوهُ۔(شعب الایمان:3551)

کینہ سے بچنے کے لئے حدیث کے مطابق ایک بہترین دعاء جس کا خوب اہتمام کرنا چاہیئے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي۔(ترمذی:3551)

ترجمہ:اے اللہ!میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینہ سے کینہ کو نکال دے۔

"سَخِيمَة" کینہ کو کہا جاتا ہے۔السَّخِيمَةُ: الْحِقْدُ فِي النَّفْسِ۔(النہایہ لابن الأثیر:2/351)

والدین کا نافرمان:

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر شرک سے منع کرتے ہوئے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تعلیم دی ہے،اِس سے اِس حکم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے،یہی وجہ ہے کہ وہ بدبخت شخص جس نے والدین کے ساتھ بدسلوکی کی ہو اور اُن کی آہیں لی ہوں ایسا شخص مُبارک راتوں کی مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شبِ براءت میں سب کی مغفرت کردیتے ہیں لیکن والدین کے نافرمان اور کینہ پرور شخص کی مغفرت نہیں کرتے۔فَيَغْفِرُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِلَّا الْعَاقَّ والْمُشَاحِنَ۔(شعب الایمان:3548)

قطع رحمی کرنے والا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کے ساتھ کچھ رشتے وابستہ کر رکھے ہیں جن کے ساتھ انسان کو حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، جو شخص اُن کے حقوق کو پامال کرکے بدسلوکی کا مُرتکب ہوتا ہے وہ "قاطعِ رحم" کہلاتا ہے،اور حدیث کے مطابق ایسا شخص جنت میں داخل ہونے کا مستحق نہیں۔(بخاری:5984)ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ جس شخص کو یہ اچھا لگتا ہو کہ اُس کے رزق میں فراوانی ہو اور اُس کی عمر میں اضافہ ہو اُسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔(ابوداؤد:1693)مُبارک راتوں میں بھی ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھتے بھی نہیں ہیں۔

حدیث میں ہے:ایک دفعہ شعبان کی پندرہویں شب میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اور اِس رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر جہنّم سے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے، لیکن اِس رات میں اللہ تعالیٰ کسی مُشرِک، کینہ پَرور، قطع رحمی کرنے والے،اِزار

ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے، والدین کے نافرمان، اور شراب کے عادی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ هَذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلَّهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُورِ غَنَمِ كَلْبٍ، لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيهَا إِلَى مُشْرِكٍ، وَلَا إِلَى مُشَاحِنٍ، وَلَا إِلَى قَاطِعِ رَحِمٍ، وَلَا إِلَى مُسْبِلٍ، وَلَا إِلَى عَاقٍّ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا إِلَى مُدْمِنِ خَمْرٍ۔(شعب الایمان:3556)

اِزار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا:

شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ایسا سنگین گناہ ہے کہ اِس کا مُرتکب بھی شبِ براءت کی فضیلت کے حصول سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ حدیثِ سابق میں "مُسبِل" کا لفظ گزرا ہے جس کا مطلب اِزار کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کے آتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں ایسے شخص کو رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے جو اپنا اِزار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا ہو۔(شعب الایمان:3556)

مَردوں کے لئے ٹخنے کھولنے اور عورتوں کے لئے چھپانے کا حکم ہے، اور صرف نماز کی حالت میں نہیں جیسا کہ عموماً غلط فہمی کے شکار لوگ سمجھتے ہیں، چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ نماز کے لئے لوگ ٹخنے کھولتے اور نماز سے فارغ ہوکر چھپا لیتے ہیں، یاد رکھئے! یہ ہر وقت کا حکم ہے، حدیث کے مطابق قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ دیکھیں گے بھی نہیں اور نہ اُن سے بات کریں گے اور نہ اُنہیں پاک کریں گے اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا، ایک اِزار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا دوسرا احسان جتلانے والا اور تیسرا وہ جو اپنے سودے کو جھوٹی قسم کے ذریعہ نافذ کرتا ہے۔(ابوداؤد:4087)

شراب کا عادی:

شراب جس کو "اُمّ الخبائث" یعنی تمام بُرائیوں کی جڑ کہا گیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسے "رِجْسٌ" یعنی گندگی قرار دیا ہے، اِس گندگی اور نجاست کو پینے والا بھی اِس رات کی مغفرت سے محروم رہتا ہے، چنانچہ حدیثِ سابق میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں شراب کے عادی شخص کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔(شعب الایمان:3556)

قاتل:

ایک انسانی جان کا قتل کرنا گویا ساری انسانیت کا قتل کرنا ہے، اور اِس کو حدیث میں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں: کبیرہ گناہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔الکَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَاليَمِينُ الغَمُوسُ۔(بخاری:4475)

اِس گھناؤنے فعل کا مُرتکب شخص بھی شبِ براءت میں مغفرتِ خداوندی سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نگاہ فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کی مغفرت فرمادیتے ہیں سوائے دو شخصوں کے: ایک کینہ پَرْوَر، اور دوسرا کسی جان کو قتل کرنے والا۔يَطَّلِعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِعِبَادِهِ إِلَّا لِاثْنَيْنِ: مُشَاحِنٍ، وَقَاتِلِ نَفْسٍ۔(مسند احمد:6642)

زانی:

زنا بھی ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے انسان اِس رات کی مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے: جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ندا لگانے والا آواز لگاتا ہے: کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اُس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اُسے عطاء کروں؟، پس کوئی بھی شخص جو مانگتا ہے اُسے دیا جاتا ہے مگر زنا کرنے والی عورت اور مُشرِک (کہ یہ محروم رہتے ہیں)۔إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادَى مُنَادٍ: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ۔(شعب الایمان:3555)

قابلِ ترک کام:

یعنی وہ کام جن کو اِس مہینے میں عبادت اور رسم کے طور پر بڑے اہتمام سے کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اُن کاموں کو اِس مہینے میں بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں، اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے زرِ کثیر خرچ بلکہ ضائع کرتے ہیں، حالآنکہ

اُن کا مذہب و شریعت سے کوئی تعلّق نہیں، اُن کا کرنا بدعت ہے لہٰذا اُن سے اجتناب کرنا ضروری ہے، ذیل میں اِسی لئے اُن کاموں کو ذکر کیا جارہا ہے تاکہ اُن سے احتراز کیا جائے۔

پہلا کام: آتش بازی:

شعبان کے مہینے میں ایک رسم جو مسلمانوں میں تفریح اور دل لگی کے نام سے رائج ہوگئی ہے وہ ''آتش بازی'' کی رسمِ بد ہے، جس کو بچے تو بچے بڑے بھی کرتے نظر آتے ہیں، اور ہر سال اِس پر لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بیکار ضائع کیا جاتا ہے ، یہ دراصل ہندوؤں کے ایک مشہور تہوار ''ہولی'' کی نقل ہے، اِس کا دینی و شرعی طور پر حرام ہونا تو درکنار خود عقل و قیاس کے بھی کسی پیمانے پر اِس کا جواز نہیں، بھلا خود اپنے ہاتھوں سے پھٹنے والے پٹاخوں کی آواز کو سننے کے لئے خون پسینے کی کمائی کو بے دریغ ضائع کرنا کون سی عقلمندی ہے؟ پھر اِس کی وجہ سے کتنے لوگوں کا آرام و سکون غارت ہوتا ہے، کتنے ہی لوگ اچانک پھٹنے والے پٹاخوں سے ڈر جاتے ہیں، سونے اور آرام کرنے والوں کی نیند و آرام میں خلل پڑتا ہے، بسا اوقات اِس کی وجہ سے جلنے اور مَرنے کے بڑے بڑے نقصانات بھی ہوجاتے ہیں جن کے قصے ہر سال اخبارات میں پڑھنے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کو ملتا رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔(بخاری:10)حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے: جو کسی مؤمن کو ڈرائے اور اُسے خوفزدہ کردے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے خوف سے امن نہیں دیں گے۔مَنْ رَوَّعَ مُؤْمِنًا لَمْ يُؤَمِّنِ اللهُ رَوْعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔(شعب الایمان:10605)

دوسرا کام: چراغاں:

اِس مُبارک راتوں میں نجانے کِس سوچ اور نظریہ کے تحت گھروں، مسجدوں اور اہم مقامات پر چراغاں کیا جاتا ہے موم بتیاں روشن کی جاتی ہیں، چراغ جَلائے جاتے ہیں، قمقمے روشن کیے جاتے ہیں، لائٹنگ کی جاتی ہے اور اِن کاموں پر ایک زرِ کثیر ضائع کیا جاتا ہے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ اِس کام کو اجر و ثواب کا باعث سمجھا جاتا ہے، خود سوچئے!! اور بار بار سوچئے !! بھلا جو کام اجر و ثواب کا باعث ہو کیا نبی کے جانثار صحابہ کرام اور اُن کے نقشِ قدم کو اپنی منزل سمجھنے والے امّت کے اَسلاف و اکابرین اُس سے مستغنی یا بے خبر رہ سکتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً اِس کا جواب نفی میں ہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ جس کام کو اُمت کے صلحاء و اصفیاء نے نہیں کیا اُسے اجر و ثواب کا باعث سمجھا اور بتلایا جاتا ہے؟

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: جس نے ہمارے دین میں ایسی کوئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ باطل و مردود ہے۔ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ۔(بخاری:2697)

نیز اِس میں مال کا بیجا اِسراف و ضیاع بھی ہے جو خود کسی کام کے حرام ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح اِرشاد فرمادیا ہے: ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ "اللہ تعالیٰ اِسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے"، ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ "فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں"۔

تیسرا کام: حلوہ بنانا:

شب ِبراءت میں حلوے اور پوریاں بنانے کی رسم بھی بہت سے نادان مسلمان بڑے شوق و ذوق سے اداء کرتے ہیں اور اسے اجر و ثواب کا باعث جانتے ہیں، بعض نے اِس کی وجہ بیان کی ہے کہ یہ آپ ﷺ کے دَندان مُبارک شہید ہونے کے بعد حلوہ کھانے کی یادگار ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اِس تاریخ میں شہید ہوئے تھے تو اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے یہ کیا جاتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اِس کے لئے دن اور طریقے کو مخصوص کیا جاتا ہے حالانکہ اِس تاریخ سے اِن دونوں واقعوں کا کوئی تعلّق نہیں، پھر اگر مان بھی لیا جائے تو اِس طریقہ کے مشروع ہونے کی کیا دلیل ہے، کیا کسی نص میں ذکر ہے یا حضرات صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین یا اَسلاف و اکابرین سے اِس پر عمل کرنا منقول ہے؟ ظاہر ہے کہ اِن میں سے کچھ نہیں، پھر کس لئے اپنی خواہشات کو دین بناکر شیطان کو خوش کیا جاتا ہے۔

چوتھا کام: قبرستان دھوم دھام سے جانا:

اِس رات میں ایک اور کام بڑی دھوم دھام سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ قبرستان بڑے اہتمام سے دھوم دھام کے ساتھ گاڑیاں بُک کراکے جاتے ہیں، قبرستان میں میلے ٹھیلے لگتے ہیں، چادریں چڑھائی جاتی ہیں، پھول ڈالے جاتے ہیں اور مَردوں کے شانہ بشانہ عورتیں بھی اِس کام میں شریک ہوتی ہیں جس سے بڑے فتنوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "اِس رات میں نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے تھے، لیکن حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے، جو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، فرماتے تھے کہ جو چیز رسول کریم ﷺ سے جس درجہ میں ثابت ہو اسی درجے میں اسے رکھنا چاہئے، اس سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے، لہٰذا ساری حیاتِ طیبہ میں رسول کریم ﷺ سے ایک مرتبہ جانا

مروی ہے، کہ آپ شب برات میں جنت البقیع تشریف لے گئے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے اس لئے اگر زندگی میں کبھی ایک مرتبہ ہر قسم کی بدعات اور خرافات سے بچتے ہوئے اِنفرادی طور پر جایا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن ہر شب برات میں جانے کا اہتمام کرنا، التزام کرنا، اور اسکو ضروری سمجھنا اور اسکو شب برات کے ارکان میں داخل کرنا اور اسکو شب برات کا لازمی حصہ سمجھنا اور اسکے بغیر یہ سمجھنا کہ شب برات نہیں ہوئی، یہ اس کو اسکے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے، جس سے بچنا ضروری ہے"۔(شب براءت کی حقیقت)

پانچواں کام:شب ِبراءت میں اجتماعی عبادت کا اہتمام:

شب ِبراءت ہو یا کوئی بھی مُبارک رات، مقصد اُس سے یہ ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ متوجہ ہو، اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد انفرادی عبادت کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے، نیز آنحضرت ﷺ یا آپ کے بعد صحابہ و اَسلاف سے بھی اجتماعی طور مُبارک راتوں میں عبادت کرنا منقول نہیں، اِس کے علاوہ اجتماعی طور پر جو مساجد میں عبادت کی شکلیں قائم کی جاتی ہیں وہ کئی بدعات اور خرافات کا مجموعہ بن جاتی ہیں، اِس لئے انفرادی طور پر جتنا ہو سکے عبادت کرنا چاہیئے، ان شاء اللہ وہ کم بھی ہوگی تو زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہوگی۔ اِس کی مزید تفصیل احسن الفتاویٰ (371/1) میں ملاحظہ فرمائیں، نیز حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اپنے بیان "شب ِبراءت کی حقیقت" میں اِس پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اسے ناجائز قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطاء فرمائے اور اُس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے، واللہ المُستعان وھو الموفّق الی الصواب۔